مصحف عبداللہ بن مسعودؓ

آرتھر جیفری کے نقطہ نگاہ کا ناقدانہ جائزہ

حفصہ نسرین

صدیوں پر محیط مستشرقین کی مشترکہ مساعی کے نتیجے میں تیار ہونے والے علمی ذخیرے کو کھنگالنے پر صرف ایک ہی بات سامنے آتی ہے اور وہ ہے مستشرقین کی اسلام دشمنی چنانچہ انہوں نے بھرپور کوشش کی ہے کہ اسلام کو غیر الہامی، انسان کا وضع کردہ مذہب ثابت کرنے میں کامیاب ہوسکیں۔ لہٰذا انہوں نے نبی اکرم ﷺ کی ذاتِ اقدس پر دیگر بہت سے اعتراضات کرنے کے ساتھ ساتھ قرآن کریم کو غیر منزل من اللہ اور آنجناب ﷺ کی ذاتی تصنیف ثابت کرنے کی بھرپور کوشش کی اور قرآن کو اپنی تحقیق کا خاص موضوع بنایا ۔ اس حوالہ سے ممتاز ترین مستشرقین واٹ (*Watt*)، جے ڈی پیئرسن (*J.D. Pearson*)، آر بیل (*R. Bell*)، جان برٹن (*J. Burton*) اور اے جیفری (*A. Jeffery*) ہیں۔

عصر حاضر میں قرآن کریم اور متعلقہ علوم پر دسترس کے حوالے سے جس مستشرق کو معتبر گردانا جاتا ہے وہ آسٹریلوی نژاد امریکی مستشرق آرتھر جیفری (۱۸۹۳ء۔۱۹۵۹ء) ہے (۱)۔ یہ مستشرقین کے اس طبقہ سے تعلق رکھتا ہے جنہوں نے نوآبادیاتی دور کے بعد زبان و بیان کے اسرار و رموز اور لسانیاتی مباحث کو اپنا موضوع بنایا قرآن کے دیگر پہلوؤں پر کام کرنے کے ساتھ اس نے قراءات پر بھی کام کیا۔ اس فن پر اس کی کتاب **Materials For the Histroy of the Text of the Qur'an** ہے۔ جیفری نے اسے ابن ابی داؤد (م ۳۱۶ھ) کی کتاب المصاحف کے ساتھ شائع

کیا جو اصل میں اس کی کتاب کی بنیاد ہے۔ جیفری نے علوم القرآن سے متعلق متعدد مضامین کے ساتھ قرآن کی زبان، تدوین قرآن، قرآن کے یہودی وعیسائی مآخذ جیسے موضوعات پر بھی خامہ فرسائی کی چند سورتوں کے تراجم بھی کیے اور سورتوں کی ترتیب نو متعارف کروائی تا کہ نبی اکرم ﷺ کی سوچ میں ارتقاء کو ثابت کر سکے۔(۲)

نص قرآن کے حوالے سے جیفری کا بنیادی اعتراض یہ ہے کہ اس کا متن متعین نہ تھا۔ اس کے ثبوت میں ان کی دلیل یہ ہے کہ صحابہ کرامؓ کے پاس اپنے اپنے ذاتی مصاحف موجود تھے جو ایک دوسرے سے مختلف تھے۔ اس نے اپنے دعویٰ کی توثیق کے لیے ۱۵ صحابہ اور ۱۳ تابعین کے ذاتی مصاحف "The Materials" میں پیش کیے ہیں۔(۳)

جیفری کے پیش کردہ مصاحف میں پہلا اور بنیادی مصحف حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کا ہے۔ جیفری نے آپ ﷺ کی جانب منسوب مصحف میں ۲۰۵۷ ایسے مقامات کی نشاندہی کی ہے جہاں حضرت ابن مسعودؓ کی قراءت مصحف عثمانی کی قراءت سے مختلف ہے اور جیفری کے مطابق دیگر مصاحف کی نبیاد یہی مصحف ہے۔ The Materials آج کل نص قرآن کے حوالہ سے بہت اہم کتاب تصور کی جاتی ہے۔ Ency. of Islam میں قرآن پر لکھا گیا مقالہ اسی کتاب کو بنیاد کر لکھا گیا ہے۔ حال ہی میں منظر عام پر آنے والے Ency. of Quran کی بنیاد بھی یہی کتاب ہے۔ ہر موقع پر مصحف ابن مسعودؓ اور اس میں پائے جانے والے اختلافات کو ضرور زیر بحث لایا جاتا ہے اور اس سے یہ نتیجہ نکالا جاتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ کے اتنے قریبی ساتھی کا ذاتی مصحف آپ ﷺ کے مصحف سے مختلف تھا تو یہ طے شدہ امر ہے کہ قرآن کریم منزل من اللہ نہیں تھا تب ہی اس میں اتنے اختلافات پائے جاتے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ جن کو السابقون الاولون میں چھٹے نمبر پر ہونے کا شرف حاصل ہے، آپ ﷺ کے بہت قریبی، معتبر اور جانثار صحابہ میں شمار ہوتے ہیں۔ آپؓ کو نبی اکرم ﷺ کے ''صاحب السر والسواد'' کے لقب سے پکارا جاتا۔ اس ہمہ وقتی رفاقت اور علوم قرآن سے

بے انتہا شغف کے سبب آپؓ نے علوم القرآن میں خاص مقام پایا۔ آپؓ نے براہِ راست نبی اکرم ﷺ سے ستر سے زائد سورتیں سیکھیں جو کچھ آپ سیکھتے اسے لکھ لیتے۔ یوں آپؓ کے پاس اپنا ذاتی مصحف (نسخہ قرآن) تھا۔ (۴) آپؓ کو اپنے اس مصحف سے بہت محبت اور جذباتی وابستگی تھی۔ قرآن کریم سے آپؓ کے بے انتہا شغف و محبت کو دیکھتے ہوئے آپؓ کے پاس ذاتی نسخہ قرآن کی موجودگی اچنبھے کی بات نہیں لیکن جیفری نے اسے ایک اور ہی انداز میں پیش کیا ہے۔ آپؓ کے ذاتی نسخہ کو جسے ہم نقل قرآن کہہ سکتے ہیں مقابل مسودہ بنا کر پیش کیا اور محض لہجاتی فرق کی بنا پر وقوع پذیر ہونے والے اختلاف قراءات کو متن قرآن کا تضاد قرار دیا۔ ذیل میں مصحف ابن مسعودؓ کے حوالہ سے جیفری کے اعتراضات کا اجمالی جائزہ پیش کیا جا رہا ہے۔

مصحف ابن مسعودؓ

بعثت نبوی ﷺ کے ابتدائی عہد ہی سے آپ ﷺ کے ساتھ شب و روز گزارنے والے صحابہ کرامؓ نے وحی کو جمع کرنا شروع کر دیا تھا۔ احادیث میں اس عمل کو جمع القرآن کا نام دیا گیا ہے۔ امام بخاریؒ نے جمع القرآن کے عنوان سے مکمل باب قائم کیا ہے۔ (۵)

ابن ابی داؤد کتاب المصاحف میں لکھتے ہیں:

> ''(حضرت علیؓ کے جمع القرآن کے متعلق)...... یہاں تک کہ میں قرآن جمع کر لوں یعنی حفظ مکمل کر لوں اور جو قرآن حفظ کرے اس کے متعلق کہا جاتا ہے کہ اس نے قرآن جمع کر لیا''۔ (۶)

مستشرقین کے ہاں یہ رائے قابل قبول نہیں ہے۔ جیفری **کتاب المصاحف** کے مقدمہ میں لکھتا ہے:

> ''کئی صحابہ سے مروی ہے کہ انہوں نے مصحف کی صورت میں قرآن جمع کیا انہی میں عبداللہ بن مسعودؓ بھی ہیں۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ جمع سے مراد حفظ ہے لیکن ہم اس رائے کو تسلیم نہیں کرتے کیونکہ حضرت علیؓ نے جو کچھ جمع کیا تھا وہ اسے اونٹنی پر لاد کر لائے

تھے.... حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے عراق میں حضرت عثمانؓ کے عامل کو اپنا قرآن پیش کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ جو کچھ جمع کیا گیا تھا وہ مصاحف کی شکل میں لکھا ہوا تھا.... اہل کوفہ نے حضرت ابن مسعودؓ کے مصحف پر اتفاق کیا‘‘۔(۷)

ابن ابی داؤد کے مطابق حضرت ابوبکر صدیقؓ پہلے خلیفہ ہیں جنہیں قرآن کی جمع و تدوین کا شرف حاصل ہوا۔ ابن ابی داؤد نے ان صحابہ کے ناموں کا بھی ذکر کیا ہے جن کو جیفری نے مقابل نسخہ جات کا حامل بنا کر پیش کیا ہے۔ حالانکہ ابن ابی داؤد نے کبھی یہ دعویٰ نہیں کیا کہ ان اصحاب کے پاس تحریری شکل میں الگ الگ قرآن کے نسخے تھے۔ ابن ابی داؤد صحابہ کرامؓ کے اختلاف قراءت کو الگ الگ مصحف شمار کرتے ہیں۔ تاہم انہوں نے واضح الفاظ میں کہا ہے کہ جو کوئی قرآن حفظ کر لے اس کے متعلق کہا جاتا ہے کہ اس نے قرآن جمع کر لیا۔ (۸) اس کے باوجود جیفری ابن ابی داؤد کے بیان کردہ ان نتائج کو نظر انداز کرتا ہے جبکہ اسی کتاب میں موجود اختلافی قراءات کو من و عن تسلیم کر لیتا ہے اور اس بات پر مصر ہے کہ صحابہ کرامؓ کے پاس اپنے اپنے مختلف قرآن موجود تھے۔

کتب حدیث میں موجود سرمایہ اس حقیقت کی نشاندہی کرتا ہے کہ قرآن کریم ابتداء ہی سے ضبط تحریر میں لایا جاتا تھا۔ حفظ بھی ’’جمع‘‘ کا ایک حصہ تھا جو مکتوب مصحف کی تائید و تصدیق کے لیے پیش کیا جاتا تھا۔ کتابت وحی کا کام کسی ایک صحابی کے ذمے نہ تھا بلکہ مختلف صحابہ آپ ﷺ کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہو کر اسے لکھا کرتے تھے۔ لہٰذا صحابہ کے یہ انفرادی مصاحف کسی مخصوص شکل میں مرتب و مدون نہیں تھے۔ بلکہ ان میں اختلاف بھی پایا جاتا تھا لیکن سُور کی ترتیب میں جو صحابی جتنی سورتیں جس ترتیب سے آپ ﷺ سے اخذ کرتے اسی کے مطابق اپنے مصحف میں درج کر لیتے۔

جامعین قرآن صحابہ میں سے ایک حضرت عبداللہ بن مسعودؓ تھے جنہوں نے عہدِ نبوی میں ہی قرآن جمع کر لیا تھا۔ ابن عبدالبر نے ’’**جامع بیان العلم و فضله**‘‘ میں معن کی روایت نقل کی ہے۔ کہتے ہیں کہ عبدالرحمٰن بن عبداللہ نے ایک کتاب نکالی اور قسم کھا کر کہا کہ یہ میرے والد کے ہاتھوں لکھی ہوئی ہے۔ (۹) گویا حضرت ابن مسعودؓ لکھا کرتے تھے اور آپؓ کے پاس آپ کا ذاتی نسخہ

قرآن موجود تھا، یہ فطری امر ہے۔ آپؓ کے قبول اسلام کا باعث بننے کے واقعہ ہی سے آپؓ کی علمی جستجو ظاہر ہوتی ہے یہ اچنبھے کی بات نہیں ہے کہ انہوں نے لکھنا سیکھا ہوگا اور اپنا مصحف لکھا ہوگا۔ امام بخاریؒ فرماتے ہیں:

> ''شفیق سے مروی ہے کہ حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا میں ان دو مماثل سورتوں کو جانتا ہوں جنہیں نبی اکرم ﷺ ہر رکعت میں پڑھا کرتے تھے۔ پھر حضرت ابن مسعودؓ کھڑے ہو گئے اور چلے گئے۔ علقمہ بھی اندر گئے جب نکلے تو ہم نے ان سے ان سورتوں کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ مفصلات کی ابتدائی بیس سورتیں ہیں اور ان میں آخر والی ''حٰم'' سورتیں اور سورۃ ''عم یتسألون''۔ (۱۰)

اس حدیث کے عربی متن میں تألیف ''ابن مسعودؓ'' کے الفاظ موجود ہیں۔ اسی حدیث کی شرح میں علامہ بدرالدین العینیؒ لکھتے ہیں:

> ''.... اس میں دلیل موجود ہے کہ مصحف ابن مسعودؓ کی تألیف مصحف عثمانی کی تألیف سے مختلف تھی۔ اس میں اول فاتحہ، پھر البقرۃ، النساء اور اس کے بعد آل عمران تھی.... اور ابن مسعودؓ سے منقول ہے کہ اول مفصل سورہ الجاثیہ ہے اور ابن مسعودؓ کے مصحف کی ترتیب سے مختلف تھی''۔ (۱۱)

امام بخاری کی بیان کردہ ایک اور حدیث جو یوسف بن ماھک سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں حضرت عائشہؓ کے پاس موجود تھا ایک عراقی آیا اور اس نے عرض کیا اے ام المؤمنین! اپنا مصحف دکھایئے۔ آپؓ نے فرمایا کیوں؟ تو اس نے کہا تا کہ میں بھی قرآن مجید اسی ترتیب کے مطابق پڑھوں کیونکہ لوگ بغیر ترتیب کے پڑھتے ہیں تو آپؓ نے فرمایا آیات کے آگے پیچھے پڑھنے سے کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ پھر آپ نے اسے اپنا مصحف دکھایا اور اس نے اسی کے مطابق اپنے مصحف کے سور کی ترتیب درست کر لی۔ (۱۲)

ان روایات سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ مصحف ابن مسعودؓ میں ترتیب سور مصحف عثمانی کی

ترتیب سے مختلف تھی اور اہل عراق مصحف ابن مسعودؓ پڑھا کرتے تھے۔

مصحف ابن مسعودؓ میں تعداد سور پر مستشرقین کے اعتراضات

حضرت ابن مسعودؓ کے مصحف میں سور کی تعداد اور ترتیب مصحف عثمانی سے مختلف تھی۔ تعداد کے حوالہ سے امہات الکتب میں سے ابن ندیم کی ''الفہرست'' میں جو بیان موجود ہے جیفری نے اسے بطور خاص موضوع بنایا ہے۔ ابن ندیم کے مطابق مصحف ابن مسعود میں سور کی ترتیب اس طرح ہے۔

''فضل بن شاذان کہتے ہیں میں نے مصحف عبداللہ بن مسعودؓ میں سور القرآن کو اس ترتیب پر پایا۔

البقرة ، نساء، ال عمران ، المص ، الانعام ، يونس ، براءة ، النحل، هود، يوسف، بنى اسرائيل ، الانبياء ، المؤمنون، الشعراء، الصافات، الاحزاب، القصص، النور، الانفال ، مريم ، العنكبوت، الروم ، يس، الفرقان، الحج، الرعد، سبا، الملئكة، ابراهيم، ص ، الذين كفروا، القمر، الزمر، الحواميم، المسبحات، حم المؤمن، حم الزخرف، ، السجده، الاحقاف، الجاثيه ، الدخان ، انا فتحنا، الحديد،الحشر، تنزيل، السجدة، ق ، الطلاق، الحجرات، تبارک الذى بيده الملک، التغابن، المنافقون، الجمعة، الحواريون، قل اوحى انا ارسلنانوحا، المجادله، الممتحنه، يايها النبى،لم تحرم ، الرحمن، النجم، الذاريات، الطور، اقتربت الساعة، الحاقة، إذا وقعت، ن والقلم، النازعات، سأل سائل، المدثر، المزمل، المطففين، عبس، هل أتى الانسان، القيامة، المرسلات، عم يتسألون، اذا الشمس كورت، اذالسماء انفطرت، هل اتاک حديث الغاشية، سبح اسم ربک الاعلى، والليل اذا يغشى الفجر، البروج، انشقت، اقراء باسم ربک، لاأقسم بهذا البلد، والضحى، الم نشرح، والسماء والطارق، والعاديات، أرأيت، القارعة، لم يكن الذين كفروا من اهل الكتاب، الشمس والضحىٰ، والتين، ويل لكل همزة، الفيل ، لا يلاف قريش، التكاثر، انا انزلناه ، والعصر ان الانسان لفى خسر، اذا جاء نصر الله، انا

اعطینک الکوثر، قل یا یھا الکفرون لا اعبدما تعبدون، تبت یدا ابی لھب وتب، قل ھو اللہ، اسی طرح یہ کل ایک سودس سور ہیں اور ایک اور روایت میں ہے کہ الطور، الذاریات سے پہلے ہے۔(۱۳)

ابن اشتہ (م۳۶۰ھ) نے ''کتاب المصاحف ''لکھی۔اب یہ کتاب ناپید ہے۔لیکن امام سیوطیؒ نے ابن اشتہ کی کتاب سے مصحف ابن مسعودؓ کی فہرست سور'' الاتقان فی علوم القرآن '' میں نقل کی ہے۔ وہ فہرست بھی جیفری کا خصوصی موضوع ہے اور جیفری نے **Materials** میں اسے بھی نقل کیا ہے۔ابن اشتہ کی بیان کردہ سورتوں کی ترتیب اس طرح سے ہے۔

''البقرۃ ، النساء ، ال عمران، الاعراف ، الانعام، المائدۃ، یونس، براء ۃ ، النحل، ھود، یوسف ، الکھف، بنی اسرائیل، الانبیاء ، طہ ، المومنون، شعراء، صافات، مثانی میں الاحزاب، الحج، القصص، طس، نمل، النور، الانفال، مریم ، العنکبوت. الروم، یس، الفرقان، الحجر، الرعد، سباء ، الملائکۃ، ابراھیم، ص، الذین کفروا، لقمان، الزمر، حوامیم میں حم، المومن، الزخرف، السجدہ، حم عسق، الاحقاف، الجاثیہ، الدخان، الممتحنات،انا فتحنالک، الحشر، تنزیل السجدۃ، المنافقون، الجمعۃ، الصف، قل اوحی، انا ارسلنا، المجادلۃ ، الواقعۃ، نازعات، سأل سائل، المدثر، المزمل، المطففین، عبس، ھل اتی، المرسلات. القیامۃ، عم یتسالون، اذا الشمس کورت، اذالسماء انفطرت، الغاشیۃ، سبح ، اللیل، الفجر، البروج ، اذالسماء انشقت، اقراء باسم ربک، البلد، الضحی، الطارق، العادیات، ارایت، القارعۃ ، لم یکن، الشمس و ضحاھا، التین، ویل لکل ھمزۃ ، الم ترکیف، لإیلاف قریش، الھاکم، انا انزلنا، اذا زلزلت، العصر، اذا جاء نصر اللہ، الکوثر، قل یا یھا الکافرون، تبت، قل ھو اللہ، الم نشرح ،اس میں الحمد اور معوذتین نہیں ہیں۔(۱۴)

جیفری کے مطابق ان دونوں فہارس میں سورۂ فاتحہ ومعوذتین کی عدم موجودگی کے علاوہ درج

ذیل اختلاف پایا جاتا ہے۔

پہلی فہرست جو ابن ندیم کے حوالہ سے جیفری نے نقل کی ہے اس میں سورۃ الحجر، الکھف، طہٰ، النمل، الشوریٰ، الزلزلۃ نہیں ہیں۔ جبکہ یہ سورتیں اتقان میں دی گئی فہرست میں موجود ہیں اور خود جیفری کے مطابق ان سورتوں سے متعلقہ معروف قراءات کتب میں پائی جاتی ہیں۔اس سے ہم اندازہ لگا سکتے ہیں کہ سورتیں حضرت ابن مسعودؓ کے مصحف میں یقیناً موجود ہوں گی۔(۱۵) اور یہ کہ فہرست درست طریقے پر نہیں مرتب کی گئی۔

دوسری فہرست جو الاتقان میں ابن اشتہ کے حوالہ سے دی گئی ہے اس میں سورق، الحدید، الحاقۃ نہیں ہیں ان کی عدم موجودگی کی بھی کوئی دلیل نہیں ہے اس صورت میں جبکہ ان تینوں کی اختلافی قراءات بھی کتب میں موجود ہیں۔ہم صرف یہ کہہ سکتے ہیں کہ یہ کاتب کی غلطی ہے۔(۱۶)

اس بحث کے بعد جیفری لکھتا ہے:

> ''ان فہارس کی بنا پر پورے اعتماد سے کچھ بھی نہیں کہا جا سکتا۔ یہ بذات خود ایک گواہی ہے کہ یہ فہارس بعد میں مرتب کی گئیں لہٰذا اصل مصحف کی بنیاد ان فہارس پر نہیں رکھی جاسکتی''۔(۱۷)

یعنی جیفری خود یہ تسلیم کر رہا ہے کہ ان فہارس کو حتمی طور پر حضرت ابن مسعودؓ سے منسوب نہیں کیا جا سکتا۔آپؓ کے مصحف کی ترتیب سور کچھ مختلف تھی۔اس کی شہادت صحیح بخاری کی ایک حدیث سے بھی ملتی ہے۔لیکن اسے قرآن سے متضاد قرار نہیں دیا جا سکتا۔اس لیے کہ کسی بھی صحابی کا ہر وقت آنحضور ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر رہنا ممکن نہیں تھا۔اس صورتحال میں کسی صحابی کے ذاتی مصحف کا کسی دوسرے کے مصحف سے مختلف ہونا کوئی تعجب خیز بات نہیں ہے۔معتبر روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت ابن مسعودؓ نے مصحف عثمانی کی تدوین کے بعد اسے تسلیم کر لیا اور اپنے مصحف سے دستبردار ہو گئے۔اس مصحف کی ترتیب مختلف تھی یا اس میں کوئی اور اختلاف تھا بھی تو اجماع صحابہ کے بعد وہ مصحف منسوخ ہو گیا اور اب حمزہ، عاصم، کسائی، اور خلف چار قراء جو اپنی قراءات کو حضرت

عبداللہ بن مسعودؓ کی جانب منسوب کرتے ہیں، کی قراءات کے مطابق مصحف ابن مسعودؓ اسی ترتیب کے مطابق مکمل اور ۱۱۴ سورتوں پر مشتمل ہے لہٰذا قبل از تدوین مصحف عثمانی سے تعلق رکھنے والے مصاحف کی ترتیب ذاتی ہے اور ان کی اب کوئی حیثیت نہیں ہے۔

مصحف ابن مسعودؓ میں سورۂ فاتحہ اور معوذتین شامل نہ تھیں

جیفری کے مطابق حضرت ابن مسعودؓ کے مصحف میں سورۂ فاتحہ (۱۸) اور الفلق والناس نہیں تھیں۔ (۱۹) اس کے ہمنوا دیگر مستشرقین بھی اسی رائے کے حامل ہیں کہ یہ سورتیں قرآن کا حصہ نہیں ہیں۔ چنانچہ Bell اپنی کتاب Introduction to Quran میں لکھتا ہے:

> ''ابن مسعودؓ نے آخری دو سورتوں کو اپنے مصحف میں شامل نہیں کیا کہ یہ محض دعائیں ہیں۔ ان کو قرآن کا حصہ نہیں سمجھ لینا چاہیے۔ پہلی سورۃ فاتحہ بھی ایک دعا ہے جو کتاب کے بالکل آغاز میں ہے ابن مسعودؓ نے اسے قرآن میں شامل کیا یا نہیں یہ غیر یقینی ہے''۔ (۲۰)

Ency. Of Islam میں Kur'an کے مقالہ نگار J.D. Pearson کی بھی یہی رائے ہے کہ مصحف ابن مسعودؓ مصحف عثمانی سے مختلف تھا۔ اس میں فاتحہ و معوذتین شامل نہیں تھیں۔ (۲۱)

مصحف ابن مسعودؓ کی ترتیب سور کے علاوہ مندرجہ ذیل روایات کی بنا پر مستشرقین یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ حضرت ابن مسعودؓ فاتحہ و معوذتین کو جزو قرآن نہ سمجھتے تھے۔

۱۔ امام بخاریؒ ''کتاب التفسیر'' میں معوذات کے ذیل میں لکھتے ہیں:

> ''...... ذر کہتے ہیں میں نے ابی بن کعبؓ سے پوچھا اے ابا المنذر آپؓ کے بھائی ابن مسعودؓ یہ اور یہ کہتے ہیں (معوذتین کو مصحف میں نہ لکھنے کے متعلق) تو حضرت ابیؓ نے فرمایا میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ ''مجھے کہا گیا کہو تو میں نے کہا'' پھر فرمایا ہم بھی اسی طرح کہتے ہیں جس طرح آپ ﷺ کہا کرتے تھے''۔ (۲۲)

اس حدیث کی شرح میں بدرالدین عینی لکھتے ہیں کہ حضرت ابی بن کعبؓ سے یہ سوال معوذتین کے بارے میں حضرت ابن مسعودؓ کی رائے سے متعلق کیا گیا تھا''۔(۲۳)

مسند احمد بن حنبل میں عبدالرحمٰن بن یزید سے مروی ہے کہتے ہیں کہ عبداللہ بن مسعودؓ اپنے مصحف میں سے معوذتین کو مٹا دیتے اور کہتے کہ یہ دونوں کتاب اللہ میں نہیں ہیں۔اسی طرح حضرت ابن مسعودؓ کی طرف یہ بات بھی منسوب ہے کہ ان کا خیال تھا کہ یہ محض تعوذ کے طور پر ہیں قرآن کا حصہ نہیں ہیں۔(۲۴)

امام سیوطیؒ لکھتے ہیں''ابن الانباری محمد بن سیرین سے روایت کرتے ہیں کہ عبداللہ بن مسعودؓ فاتحہ اور معوذتین کو مصحف میں نہ لکھتے تھے۔جبکہ حضرت عثمانؓ نے مصحف میں ان کو لکھا۔(۲۵)

مندرجہ بالا روایات کا تجزیہ

جہاں تک امام بخاری کی نقل کردہ روایت کا تعلق ہے تو یہ آحاد میں شامل ہے۔معوذتین کے متعلق حضرت ابن مسعودؓ کا یہ نظریہ تواتر سے ثابت نہیں ہے۔اس روایت کو محض علمی ورثہ کے طور پر محفوظ رکھا گیا اس کے برعکس چار اہم قراء عاصم،حمزہ،کسائی اور خلف جن کی قراءات پر امت کا اجماع ہے اپنی سند حضرت ابن مسعودؓ تک پہنچاتے ہیں اور اس مصحف میں فاتحہ ومعوذتین کو شامل کرتے ہیں۔

عبدالرحمٰن بن یزید اپنی روایت میں تنہا ہیں اور کسی نے بھی یہ جملہ نقل نہیں کیا لہٰذا یہ روایت شاذ ہونے کی بنا پر متروک ہے۔

حضرت ابن مسعودؓ کی جانب منسوب اس قول سے متعلق علماء کے ہاں دو آراء پائی جاتی ہیں۔

ایک نظریہ یہ ہے کہ آپؓ کی جانب منسوب یہ قول بالکل باطل ہے۔مثلاً ابن حزم فرماتے ہیں جو کچھ ابن مسعودؓ کی طرف سے روایت کیا گیا ہے کہ معوذتین اور ام القرآن مصحف ابن مسعودؓ میں نہ تھیں،کذب،موضوع اور غلط ہے۔(۲۶)

علامہ زاہد الکوثری فرماتے ہیں:

''جس کسی نے یہ دعویٰ کیا کہ مصحف ابن مسعودؓ میں فاتحہ ومعوذتین شامل نہ تھیں وہ جھوٹا

ہے یا اسے وہم ہوا''۔(۲۷)

دوسرا نظریہ اس قول کی تاویل کا ہے۔تمام تفاسیر میں یہ رائے پیش کی گئی ہے کہ یہ سورتیں اس لیے نہ لکھی گئی ہوں گی کہ ہر مسلمان کو بہت اچھی طرح یاد ہوتی ہیں اور ان کے بھولنے کا کوئی خوف نہیں ہوتا۔خود مؤلف کتاب المبانی کی بھی یہی رائے ہے۔(۲۸)

ایک اور نظریہ جو کتاب المبانی ہی میں پایا جاتا ہے وہ یہ ہے کہ آپؓ نے یہ سورتیں آنحضور سے براہِ راست نہ سنی ہوں گی اس لیے نہ لکھیں۔(۲۹)

ایسا ناممکن تھا کہ کوئی صحابی ہر وقت آپ کے پاس رہے اور ہر آیت خود آنحضورﷺ سے براہِ راست سن کر مصحف میں لکھتا۔حضرت ابن مسعودؓ نے خود آنحضورﷺ سے براہِ راست اخذ کردہ سورتوں کی تعداد ''بضع وسبعین'' بتائی ہے ظاہر ہے کہ انہوں نے باقی سورا اپنے صحابہ کرامؓ ساتھیوں سے ہی حاصل کی ہوں گی۔کتب حوالہ جات سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ حبشہ گئے اور مدینہ بھی آنحضورﷺ سے پہلے چلے گئے اس دوران جو کچھ بھی نازل ہوا آپؓ نے وہ صحابہ کرام سے ہی لیا ہوگا اس لیے یہ رائے قابل قبول نہیں ہے۔

جہاں تک جیفری کا یہ کہنا ہے کہ مصحف ابن مسعودؓ میں یہ تینوں سورتیں نہیں تھیں اس کی تردید اس کے اپنے قول سے ہو جاتی ہے۔وہ خود اعتراف کرتا ہے کہ حضرت ابن مسعودؓ نے مصحف عثمانی کو تسلیم کیا اور اپنے مصحف سے دستبردار ہو گئے۔مصحف عثمانی میں یہ سورتیں شامل تھیں تو گویا حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے ان کو قرآن کا جزو تسلیم کر لیا۔

۲۰ھ تک حضرت ابن مسعودؓ مدینہ ہی میں رہے۔اگر ان کا نظریہ واقعی یہی ہوتا جو ان کی طرف منسوب ہے تو حضرت ابوبکر کے جمع القرآن پر ان کو اعتراض ہوتا اور اس موقع پر ہونے والے واقعات کتب حدیث وسیرت میں محفوظ ہوتے۔علاوہ ازیں حضرت عمرؓ جو دین کے معاملہ میں نہایت سخت طبیعت کے مالک تھے مدینہ میں مقیم اپنے ایک ساتھی کے نظریات کو جان نہ سکے اور اگر جانتے تھے تو انہوں نے اس پر کوئی قدم نہ اٹھایا، یہ ممکن نہیں ہے ایک قدم اور آگے چلیں تو کوفہ میں ہزاروں کی

تعداد میں آپؓ کے شاگرد تھے جو آپؓ سے علم حاصل کر کے اس کی نشر و اشاعت کر رہے تھے ان میں سے آدھے بھی ایسے نہ نکلے جو یہ بیان کرتے کہ حضرت عبداللہ فاتحہ اور معوذتین کے متعلق کیا نظریہ رکھتے ہیں۔ پس یہ قول آپؓ کی جانب منسوب کرنا کذب بیانی میں آ سکتا ہے یا زیادہ سے زیادہ اسے وہم قرار دیا جا سکتا ہے۔

جہاں تک ابن ندیم کے اس قول کا تعلق ہے کہ ''میں نے مصحف ابن مسعودؓ کو دیکھا اور اس میں فاتحہ و معوذتین نہ تھیں'' تو اس دور میں جبکہ کتب کی حفاظت کے نہ تو وسائل میسر تھے اور نہ ہی کتابت کی طرف زیادہ رجحان تھا ایسے میں کسی کتاب کا پہلا یا آخری صفحہ غائب ہونا کوئی بڑی بات نہیں بہت ممکن ہے کہ جو مصحف ابن ندیم نے دیکھا اس کے ساتھ یہی ہوا ہو۔

مستند کتب سیرت سے ثابت ہے کہ حضرت عثمان غنی کے تیار کردہ مصحف ہی کو حضرت ابن مسعودؓ نے قبول کر لیا تھا لہٰذا مصحف عثمانی پر سب کا اجماع ہو گیا۔

حضرت ابن مسعودؓ کی قراءت متعدد مقامات پر مصحف عثمانی کی قراءات سے بالکل مختلف تھی

جیفری نے تقریباً ایسے ۲۰۵۷ مقامات کی نشاندہی کی ہے جہاں حضرت ابن مسعودؓ نے مصحف عثمانی کے برعکس قرآن پڑھا ہے۔ اسلامی ورثہ تفسیر و حدیث اور کتب لغت سے قریبا ۱۱۰۰ کے لگ بھگ قراءات ایسی ملتی ہیں جہاں مصحف عثمانی سے اختلاف پایا جاتا ہے۔

مثال کے طور پر سورۂ فاتحہ کی اختلافی قراءات پیش کی جا رہی ہے۔

الف۔ ﴿ مالک یوم الدین ﴾

روایت ہے کہ حضرت ابن مسعودؓ مَالِکِ پڑھا کرتے تھے یعنی مصحف کے مطابق اور بعض روایات سے ثابت ہے کہ آپؓ نے مَلِکِ پڑھا۔ (۳۱)

طبری و طبرانی دونوں نے باسناد بیان کیا ہے کہ آپؓ مــــلک ہی پڑھتے تھے۔ طبرانی نے سلسلہ سند علقمہ بن قیس سے ابن مسعودؓ تک اور طبری نے ابن نصر ہمدانی سے ابن مسعود تک بیان کیا ہے۔ (۳۲)

ب۔ اسی سورہ کی آیت نمبر ۵ ﴿اھدنا الصراط المستقیم﴾ کے بارے میں روایت ہے کہ ابن مسعود نے اِھْدِنَا کی بجائے أرشِدنَا پڑھا۔(۳۳)

ج۔ آیت نمبر ۶ ﴿صراط الذین انعمت علیھم غیر المغضوب علیھم ولاالضالین﴾

روایت ہے کہ حضرت ابن مسعودؓ نے اَلَّذِیْنَ کی بجائے مَنْ پڑھا۔(۳۴)

......صراط من انعمت علیھم عن ابن مسعودؓ۔(۳۵)

اسی طرح ان سے غَیْر کی بجائے غَیْرِ پڑھنا روایت کیا گیا۔(۳۶)

......روی الخلیل عن ابن کثیر النصب وھی قراءۃ عمر و ابن مسعود۔(۳۷)

جیفری نے 32 ایسی کتب تفاسیر وغیرہ کا ذکر کیا ہے جن کو اس نے بطور ماخذ استعمال کیا ان میں طبری، بغوی، زمخشری، فراء، ابوحیان، سیوطی، طبرسی، آلوسی، قرطبی، ابن عطیہ، ابن ابی داؤد، ابن جنی، الانباری، رازی، بیضاوی، نسفی، نیشاپوری، المتقی الھندی، خفاجی، الدمیاطی، شوکانی وغیرہ کی تالیفات ہیں۔ کئی کتب ایسی بھی ہیں جن میں قراءات کا اختلاف پایا جاتا ہے لیکن جیفری نے ان کا ذکر نہیں کیا۔ مثلاً تفسیر ابی السعود، تفسیر خازن، زادالمسیر، نثر المرجان، التفسیر الحدیث،.... وغیرہ۔

بیان کردہ اختلاف قراءت کی روایات کا جائزہ لیا جائے تو واضح ہوتا ہے کہ بیشتر روایات بلاسند نقل کی گئیں ہیں۔ ان تفاسیر کے وجود پذیر ہونے کا وقت عہد صحابہ سے کئی صدیوں کا بُعد رکھتا ہے۔ اس صورتحال میں بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ صحابہ کی جانب منسوب بلا سند روایات کی علمی و تاریخی حیثیت کیا ہے۔ جن روایات کو اسناد کے ساتھ بیان کیا گیا وہ بھی متواتر کی حیثیت نہیں رکھتیں بلکہ آحاد کے زمرہ میں شامل ہیں۔ اور وہ قرآن جو ہم تک بہ تواتر پہنچا ہے اس پر صحابہ کرامؓ کا اجماع ہے۔ اجماع صحابہ کے بعد خبر واحد سے استدلال درست نہیں اور نہ ہی قابل قبول ہے۔(۳۸) علمائے امت کا اجماع ہے کہ ایسی قراءات جو المصحف کے رسم کے برعکس ہیں ان پر عمل ساقط ہے اور یہ منسوخ ہیں۔(۳۹) ابومحمد مکی القیسی لکھتے ہیں کہ قراءۃ ابن مسعودؓ منسوخ ہو چکی ہے کیونکہ یہ اجماع صحابہ کے خلاف ہے۔(۴۰) لہٰذا اس مصحف کی کوئی تاریخی حیثیت نہیں ہے(۴۱) اس بات کو خود

مستشرقین بھی تسلیم کرتے ہیں۔ مزید برآں جیفری خود لکھتا ہے کہ بہت سی قراءات شیعہ حضرات نے حضرت ابن مسعودؓ کی جانب منسوب کیں۔ قلقشندی نے صبح الاعشیٰ میں ایک واقعہ نقل کیا ہے لکھتے ہیں:

''ایک شخص نے جو مسلکاً شیعہ تھا، حلفیہ اقرار کیا کہ میں نے حضرت ابن مسعودؓ کی جانب ایسی قراءات منسوب کردیں جو مصحف ابن مسعود میں نہ تھیں''۔ (۴۲)

شیعہ حضرات نے آپؓ کی جانب جو قراءت منسوب کیں ان کا ہمیں اندازہ نہیں، دوسری طرف مصحف عثمانی پر صحابہ کرام کا اجماع اس سے قبل کے تمام مصاحف کو از خود کالعدم قرار دیتا ہے۔ لہٰذا اس مصحف کو کسی بھی قیمت پر مصحف عثمانی کے مقابلہ میں صحیح قرار نہیں دیا جاسکتا۔ یہ بھی حقیقت ہے کہ چند قراءات ایسی ہیں جو تفسیری وتشریحی مقصد کے لیے استعمال ہوسکتی ہیں بہت ممکن ہے آپؓ نے تفسیر قرآن کے ذیل میں جو الفاظ استعمال کیے ان کو قراءات سمجھ کر نقل کردیا گیا ہو۔ لیکن اس صورت میں ان کی اہمیت صرف تشریح وتفسیر کی ہوگی انہیں مصحف عثمانی کے بالمقابل نسخہ قرآن قرار نہیں دیا جاسکتا۔

اس کے علاوہ جیفری اپنے دعویٰ کی توثیق کے لیے مصحف الامام کی تدوین پر حضرت ابن مسعودؓ کی ناراضگی کو بھی بطور دلیل پیش کرتا ہے۔ متعدد روایات سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ حضرت ابن مسعودؓ نے اپنے مصحف کو ترک کرنے سے انکار کیا اور صرف مصحف عثمانی کے نافذ ہونے پر اعتراض کیے۔ (۴۲) جیفری نے اس بارے میں اپنی کتاب **Materials** میں جو کچھ لکھا اس کی بنیاد ابن ابی داؤد کی ''کتاب المصاحف'' ہے جس کے نہ تو رواۃ متصل ہیں اور نہ اسناد معتبر ہیں۔ اور یہ بات بہت دلچسپ ہے کہ خود ابن ابی داؤد نے حضرت ابن مسعودؓ کی ناراضی بیان کرنے کے بعد ''رضاء ابن مسعود لجمع عثمان'' کا باقاعدہ عنوان قائم کیا تاہم اس کے ذیل میں ایسی کوئی روایت نہیں لاسکے جس سے وہ واقعتاً حضرت ابن مسعودؓ کی رضامندی کو ظاہر کرسکیں۔ اس کے برعکس تاریخی شواہد موجود ہیں کہ کچھ تذبذب کے بعد حضرت ابن مسعودؓ نے مصحف الامام کو تسلیم کرلیا اور اجماع صحابہ میں شامل ہوگئے۔ (۴۳) اور اپنی قراءات کو مصحف عثمانی کے حق میں واپس لے لیا اور پھر کبھی اس پر اصرار نہیں کیا، جیفری حضرت ابن مسعودؓ کے کسی بھی اعتراض کو سامنے لانے میں کامیاب نہیں ہوسکا

جس میں انہوں نے مصحف الامام کی کسی ایک بھی قراءات کو نبی اکرم ﷺ کی قراءات کے خلاف قرار دیا ہو۔ (۴۴) اور جیفری یہ بھی تسلیم کرتا ہے کہ بالآخر کوفہ میں مدنی مصحف ہی قبول کرلیا گیا اور پڑھا جانے لگا۔ (۴۵)

جہاں تک تفاسیر میں پائی جانے والی اختلافی قراءات کا تعلق ہے تو یہ محض علمی ورثہ کے طور پر محفوظ اور نقل کی گئیں ہیں۔ان کو مصحف عثمانی کے بالمقابل صحیح قراءات قرار نہیں دیا جا سکتا۔ مستند کتب سے، جن کو خود جیفری نے بطور حوالہ استعمال کیا، ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عثمان غنی کے تیار کردہ مصحف ہی کو حضرت ابن مسعودؓ نے ، ترتیب سور، قراءات یعنی ہر پہلو سے قبول کیا لہٰذا مصحف عثمانی سے مختلف پائے جانے والے مصاحف منسوخ ہیں اور ان کو کسی بھی طرح المصحف الامام کے بالمقابل صحیح قرار نہیں دیا جا سکتا۔

حواشی

1. Ibn al-Arabi, Shajarat al-Kawn, Tr. by Arther Jeffery, p. 5-6
2. M.A. Chaudhary, Orientalism on Varient Readings of the Quran, The Case of Arther Jeffery, P. 170-172
   Abdul Rehman Momin, The Islamic Fundamentalism, v-10/ 40-45
   Journal of Biblical Studies, v/72-89
3. Arther Jeffery, Materials for the History of the Text of The Quran

۴۔ تفصیل کے لیے دیکھیے۔

ابن عبدالبر، الاستیعاب،۳/۱۱۱۔۱۱۳؛ابوالفداءاسماعیل،المختصر فی اخبار البشر،۱/۱۶۷؛ ابی عمر خلیفہ العصفری، کتاب الطبقات،ص۳۳۳؛جوادعلی، المفصل فی تاریخ العرب قبل الاسلام،۶/۲۲۳؛ الیعقوبی، تاریخ الیعقوبی،۲/۲۲۹؛ابن ماکولا،الاکمال،۷/۴۰۷؛ابن الاثیر،اسد الغابہ۳/۳۵۶؛ابن الجوزی، صفة الصفوة،۱/۳۹۶۔۳۹۷؛ابن ہشام،السیرة النبویة،۱/۳۳۶؛بخاری،الجامع، باب فضائل القرآن؛مسلم، الجامع الصحیح، باب مناقب ابن مسعود؛ترمذی،الجامع۵/۶۷۳؛قاضی عیاض،اکمال المعلم بفوائدالمسلم،۷/۴۸۶؛ابن سعد، الطبقات،۳/۸۲؛ ابن حنبل، المسند،۵/۶۵۲؛ابن ابی شیبہ، المصنف،۶/۳۸۶؛الجزری،غایة النهایة فی طبقات القراء،۱/۴۵۸۔۴۵۹؛نووی، تہذیب الاسماء واللغات،۱/۲۷۰؛ابن حزم،جوامع السیرة،ص۶۵؛ابن حجر، تہذیب التہذیب،۶/۲۷؛خطیب بغدادی، تاریخ بغداد،۱/۱۴۸؛واقدی، کتاب المغازی،۱/۹۰۔۹۱؛مناع خلیل القطان، مباحث فی علوم القرآن،ص۱۸۸ ابن تغری بردی، النجوم الزاهرة فی ملوک مصر والقاهرة،۱/۷۵وبعد؛وکیع،اخبار القضاة،ص۱۸۹؛ خدیجہ احمد مفتی،نحو القراء الکوفیین،ص۳۰۔۳۱

۵۔ بخاری،الجامع،۴/۱۹۰۷

۶۔ ابن ابی داؤد، کتاب المصاحف،ص۱۰

۷۔ ایضاً،ص ۵۔۶

۸۔ ایم اے چوہدری، Orientalism، ص ۱۸۳۔۱۸۴؛ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: ابن ابی داؤد، کتاب المصاحف، ص ۱۰

۹۔ ابن عبدالبر، جامع بیان العلم و فضلہ؛ اردو دائرہ معارف اسلامیہ، مضمون قرآن ؛ ذہبی ، معرفۃ القراء الکبار، ۱/۳۳؛ محمد عزۃ دروزہ، التفسیر الحدیث، ۷/۱۵۵

۱۰۔ بخاری، الجامع، ۴/۱۹۱۱

۱۱۔ العینی ، عمدۃ القاری، ۱۰/۲۰۔۲۳

۱۲۔ بخاری، الجامع، ۴/۱۹۱۱۔۱۹۱۲

۱۳۔ ابن ندیم، الفہرست، ص ۳۹

۱۴۔ السیوطی، الاتقان، ۱/۶۴

۱۵۔ جیفری، Materials، ص ۲۳

۱۶۔ ایضاً

۱۷۔ ایضاً،ص ۱۵

۱۸۔ جیفری ، A Varient Text of the Fatiha در ۲۹:۱۵۸۔۱۵۹ The Muslim world،

۱۹۔ جیفری، Materials، ص ۲۳

۲۰۔ بیل، Introduction to Quran، ص ۴۱؛ Bell's, Introduction to Quran, M. Watt ، ص ۴۶

۲۱۔ قرآن، در Ency. Of Islam،

۲۲۔ بخاری، الجامع، ۴/۱۹۵۵

۲۳۔ العینی ، عمدۃ القاری، ۱۰/۱۰۔۱۱

۲۴۔ الشیبانی، المسند، ۲/۱۵۴

۲۵۔ سیوطی، الدر المنثور، ۱/۱۹

۲۶۔ ابن حزم، المحلی، ۱/۱۳؛ ابن قتیبہ، تاویل مشکل القرآن، ص ۲۵؛ احمد علی امام، Varient Reading of the Quran، ص ۱۸

۲۷۔ الکوثری، مقالات الکوثری، ص ۱۶؛ ابن قتیبہ، تاویل مشکل الحدیث، ص ۲۰؛ الزیلعی، نصب

الرایۃ،۱/۳۰۸

۲۸۔ جیفری، مقدمتان فی علوم القرآن،ص ۹۷

۲۹۔ ایضاً،ص ۹۶

۳۰۔ جیفری، Materials،ص ۲۵

۳۱۔ الطبرانی،المعجم الکبیر،۱۰/۹۵؛ طبری،جامع البیان،۱/۱۵۶

۳۲۔ جیفری،Materials،ص ۲۵

۳۳۔ الزمخشری،الکشاف،۱/۱۵؛ القیسی،الابانۃ،ص ۹۵

۳۴۔ جیفری،Materials،ص ۲۵

۳۵۔ ابن خالویہ،المختصر فی شواذ القرآن،ص ۱۱؛ابن الجوزی، زاد المسیر،۱/۱۶

۳۶۔ جیفری،Materials،ص ۲۵

۳۷۔ ابوحیان،البحر المحیط،۱/۲۰ : القیسی،الابانۃ،ص ۴۳

۳۸۔ الکنوی، ظفر الامانی،ص ۶۷

۳۹۔ ابوشامۃ، المرشدالوجیز،ص ۱۵۳۔۱۵۴

۴۰۔ القیسی،الابانۃ،ص ۴۳

۴۱۔ جان برٹن،The Collection of the Quran،ص ۲۱

۴۲۔ القلقشندی، صبح الاعشی،۲/۲۲۴

۴۳۔ ابن حنبل،المسند،۱/۶۸۳؛ابن ابی داؤد، کتاب المصاحف،ص ۱۳؛ مسلم،الجامع،۲/۱۹۱۲؛ احمد مختار وعبدالعال، معجم القراءات القرآنیہ،۱/۳۷؛ الموصلی، مسند ابی یعلی،۵/۳۱؛ ترمذی، الجامع،۵/۹۰۔۱۹۴؛ابونعیم، حلیۃ الاولیاء،۱/۲۶۹

۴۴۔ الزرقانی،مناهل العرفان،۱/۲۵۴

۴۵۔ ایم اے چوہدری،Orientalism،ص ۱۷۸

۴۶۔ جیفری،The Koran as Scripture،ص ۹۶

مصادر و مراجع

۱. ابن ابی داؤد، عبداللہ بن سلیمان ، کتاب المصاحف، المطبعة الرحمانیه ، مصر، ۱۹۳٦ء

۲. ابن ابی شیبه، ابی بکر عبداللہ بن محمد، الکتب المصنف فی الاحادیث والآثار، دارالکتب العلمیة بیروت،س ن

۳. ابن الاثیر، عزالدین ابی الکرم محمد، الکامل فی التاریخ، دارالکتاب العربی، بیروت، الطبعة الثانی، ۱۹۹۹ء

۴. ایضاً، اسد الغابة فی معرفة الصحابة، دار احیاء التراث العربی، بیروت، ۱۳۷۷ھ

۵. ابن تغری بردی جمال الدین یوسف، النجوم الزاهرة فی ملوک مصر والقاهرة، وزارة الثقافة والارشاد المصریة، ۱۹٦۳ء

٦. ابن الجوزی ، عبدالرحمن بن علی بن محمد، المنتظم فی تاریخ الامم والملوک، دارالکتب العلمیة، بیروت، طبع اول ، ۱۹۹۲ء

۷. ایضاً، صفة الصفوة ، دارالمعرفة بیروت، طبع دوم، ۱۹۷۹ء

۸. ایضاً، زاد المسیر ، دارالکتب العلمیة، بیروت، ۱۹۹۴ء

۹. ابن حجر ، شهاب الدین احمد بن علی ، تهذیب التهذیب، دارالکتب العلمیة، بیروت ، طبع اول ، ۱۹۹۴ء

۱۰. ایضاً، الاصابه فی تمییز الصحابة، مکتبه المثنیٰ بغداد، طبع اول ، ۱۳۲۸ھ

۱۱. ابن حزم، محمد بن علی بن احمد، المحلی، دارالجیل، بیروت، س ن

۱۲. ایضاً، جوامع السیرة ، دارالنشر الکتب الاسلامیة السعودیة ، س ن

۱۳. ابن خالویه حسین بن احمد، المختصر فی شواذ القرآن ، المطبعة الرحمانیه مصر، ۱۹۳۴ء

۱۴. ابن سعد محمد، الطبقات الکبری، داراحیاء التراث العربی، بیروت، طبع اول ، ۱۹۹٦ء

۱۵۔ ابن عبدالبر ابوعمر یوسف، جامع بیان العلم وفضلہ، المطبعۃ المنیریہ
۱۶۔ ایضاً، الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب، مکتبہ دار الباز ، ۱۹۹۵ء
۱۷۔ ابن قتیبہ ، ابی محمد عبداللہ بن مسلم ، تاویل مشکل القرآن ، دارالفکر ،بیروت، ۱۹۸۵ء
۱۸۔ ابن قتیبہ ، تاویل مشکل الحدیث، دارالفکر، بیروت، ۱۹۹۵ء
۱۹۔ ابن ماکولا، الاکمال، بیروت، س ن
۲۰۔ ابن ندیم ، محمد بن اسحاق، الفہرست، دارالمعرفۃ ، بیروت، س ن
۲۱۔ ابن ہشام، السیرۃ النبویۃ، داراحیاء التراث العربی، بیروت، س ن
۲۲۔ ابوحیان الاندلسی محمد بن یوسف، البحر المحیط فی التفسیر، دار الفکر، بیروت ۱۹۹۲ء
۲۳۔ ابو شامۃ عبدالرحمن بن اسماعیل ، المرشد الوجیز الی علوم تتعلق بالکتاب العزیز ، دارصادر بیروت، ۱۹۷۵ء
۲۴۔ ابو الفداء عماد الدین اسماعیل ، المختصر فی اخبار البشر، دارالمعرفۃ ، بیروت، س ن
۲۵۔ ابی الفضائل عیاض بن موسیٰ، اکمال المعلم بفوائد المسلم ، دارالوفاء ، بیروت، ۱۹۹۸ء
۲۶۔ ابوالفضل ، محمد بن علی ، التاریخ المنصوری، ماسکو، ۱۹۶۳ء
۲۷۔ ابو نعیم ، احمد بن عبداللہ ، حلیۃ الاولیاء وطبقات الاصفیاء ، دارالکتب العربی، طبع دو م، ۱۹۶۷ء
۲۸۔ ابو یعلی الموصلی، احمد بن علی ، مسند ابی یعلی الموصلی، مؤسسۃ علوم القرآن بیروت، ۱۹۸۸ء
۲۹۔ احمد مختارعمرو عبدالعال، معجم القراء ات القرآنیہ، انتشارات اسوہ ، ایران، ۱۹۹۱ء
۳۰۔ بخاری ، ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل ، الجامع الصحیح ، دارابن کثیر ، بیروت، طبع چہارم، ۱۹۹۰ء

۳۱. ترمذی ، محمد بن عیسی بن سورہ، الجامع، دارعمران ، بیروت، س ن

۳۲. جواد علی ، المفصل فی تاریخ العرب قبل الاسلام ، مکتبۃ النھضۃ بغداد ، طبع سوم ۱۹۸۰ء

۳۳. الجزری ، شمس الدین محمد، غایۃ النھایۃ فی طبقات القراء ، مکتبۃ الخانجی، مصر، ۱۹۳۲ء

۳۴. خدیجه احمد مفتی ، نحو القراء الکوفیین، الفیصلیۃ مکۃ المکرمۃ، طبع اول ۱۹۸۵ء

۳۵. خطیب بغدادی، ابی بکر احمد بن علی ، تاریخ بغداد ، مکتبۃ السفلفیۃ، مدینہ ، س ن

۳۶. الذھبی شمس الدین محمد بن احمد، معرفۃ القراء الکبار علی طبقات والاعصار، موسسۃ الرسالۃ، بیروت، طبع دوم ، ۱۹۸۸ء

۳۷. ایضاً، العبر فی خبر من غبر ، دارالکتب العلمیۃ بیروت، ۱۳۴۷ھ

۳۸. الزرقانی محمد عبدالعظیم ، مناھل العرفان فی علوم القرآن ، داراحیاء التراث العربی، بیروت، س ن

۳۹. الزرکلی، خیر الدین، الاعلام، درالعلم للملایین، بیروت، طبع ثانی، ۱۹۹۷ء

۴۰. الزمخشری، محمود بن عمر ، الکشاف، دارالکتب العربی ، س ن

۴۱. الزیلعی جمال الدین عبداللہ بن یوسف، نصب الرایۃ لاحادیث الھدایۃ ، دارالنشر الکتب الاسلامیۃ،لاھور ،س ن

۴۲. السیوطی جلال الدین عبدالرحمن بن ابی بکر ، الاتقان فی علوم القرآن ، سھیل اکیڈمی ، لاھور ، طبع سوم ۱۹۸۷ء

۴۳. السیوطی، الدرالمنثور فی تفسیر المأثور ، دارالکتب العلمیۃ، بیروت، س ن

۴۴. الشیبانی، احمد بن حنبل ، المسند، مکتبہ دارالباز مکہ، ۱۹۹۳ء

۴۵. الطبرانی، ابی القاسم سلیمان بن احمد، المعجم الکبیر، عراق ، ۱۹۸۶ء

۴۶. الطبری ، ابوجعفر محمد بن جریر ، جامع البیان عن تاویل آی القرآن ، دارالفکر بیروت

۴۷. العصفری ابی عمرو خلیفه بن خیاط، کتاب الطبقات، دار طیبۃ ، ریاض، طبع ثانی، ۱۹۸۲ء

۴۸. العینی بدر الدین، عمدة القاری، دار الفکر بیروت، س ن

۴۹. القلقشندی ، احمد بن علی ، صبح الاعشیٰ فی کتابة الانشاء، دار الکتب المصریة، قاھرہ، ۱۹۲۰ء

۵۰. الکنوی ابو الحسنات محمد بن عبدالحی، ظفر الامانی فی مختصر الجرجانی، بیروت، طبع دوم ، ۱۹۹۷ء

۵۱. الکوثری ، محمد زاھد، مقالات الکوثری، ایچ ایم سعید کمپنی ، کراچی پاکستان

۵۲. المکی ابی محمد بن ابی طالب، الابانة عن معانی القراء ات ،

۵۳. النووی، شرف الدین، تھذیب الاسماء واللغات

۵۴. الواقدی، محمد بن محمد، کتاب المغازی ، مطبعة جامعه آکسفورڈ ، ۱۹۶۸ء

۵۵. محمد حسین ذھبی، التفسیر والمفسرون

۵۶. محمد عزة دروزة ، التفسیر الحدیث ، عیسیٰ البابی الحلبی وشرکاء، مصر، ۱۹۶۲ء

۵۷. مسلم بن حجاج ، الجامع الصحیح ، داراحیاء التراث العربی، بیروت، س ن

۵۸. مناع القطان ، مباحث فی علوم القرآن ، مؤسسة الرسالة، بیروت، طبع ۲۲ ، ۱۹۸۷ء

۵۹. وکیع محمد، اخبار القضاة ، بیروت، س ن

60. Ahmed Ali Imam, Vareint Readings of the International Institute of Islamic Thoght, Herndon vergenia. 1998

61. Arthur Jeffery, The Materials for History of the Text of Quran, E.J. Brill 1937

62. Ibid, The Koran as Scripture, New Yourk 1952

63. Encyclopaedia of Islam, Leiden, E.J. Brill, 1936

64. Bell Richarad, Introduction to Quran, Univ. Press Edinburgh, 1953

65. Ibn al-Arbi, Shajarat al Kawn, Tr. by Arthur Jeffery, Aziz

Publishers, Lhr. 1980

66. M. Watt, Bell's Introduction to Quran, Edinburgh Univ. Press, 1990

67. The American Journal of Islamic Social Sciences, 1995

68. Hamdard Islamicus, 1987

69. Journal of biblical Studies, 1960

70. The Muslim World, 1939

مولانا ابوالحسن علی ندویؒ نے فرمایا:

''انسان کا اپنے رب کے ساتھ تعلق محض قانونی اور عقلی رشتہ نہیں کہ جس کا دائرہ صرف واجبات ادا کرنے، احکام کی تعمیل کرنے، ٹیکس دینے اور اس کے بدلے کچھ حقوق حاصل کرنے تک محدود ہو۔ بلکہ یہ محبت اور پاکیزہ جذبات کا بھی رشتہ ہے۔ یہ ایک ایسا رشتہ ہے جس پر ذوق وشوق اور عشق وقربانی کا اور دلسوزی وبےقراری کا غلبہ ہونا چاہیے اور یہ عنصر اس رشتہ میں اس طرح جاری وساری رہنا چاہیے کہ کوئی عمل اس کے اثر سے خالی نہ رہنے پائے''۔